مقام امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ

جانباز اکیڈمی کشمیر

مقامِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تقریر

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تحشیہ

محمد صدیق فانی

جانباز اکیڈمی

جانباز چوک خانپورہ بارہمولہ کشمیر ۱۹۳۱۰۱

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱

نام کتاب ـــــــ مقام امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہٗ

تقریر ـــــــ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (پاکستان)

ترتیب ـــــــ محمد صدیق فانی

بار اول ـــــــ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

بار دوم ـــــــ ادارہ جانباز اکیڈمی کشمیر

سن اشاعت ـــــــ مئی ۱۹۹۵ء

تعداد ـــــــ ۱,۰۰۰

ھدیہ ـــــــ دعائے خیر بحق معاونین جانباز اکیڈمی کشمیر

نوٹ

۱۔ شائقین علم ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کرکے طلب فرمائیں۔

۲۔ اگر کوئی صاحب چھپوا کر فری تقسیم کرنا چاہیں تو بن وعن چھپوا سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ

جانباز اکیڈمی

جانباز چوک

خانپورہ بارہمولہ کشمیر ۱۹۳۱۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنے مخصوص لہجے میں عربی خطبہ کے بعد

محترم حضرات! میں اتنی بار خانیوال آیا لیکن آپ بتایئے کہ میں نے آج تک شوکانی[1] کے بارے میں کچھ کہا؟ کبھی میں نے نواب صدیق حسن بھوپالی[2] کے متعلق کچھ ذکر کیا؟ یا کبھی میں نے کسی اہل حدیث عالم کا نام اپنی گفتگو میں لیا؟ لیکن آج مجھے نہایت دُکھ ہوا اور میرا دل بہت زخمی ہوا جب میں نے سُنا کہ خانیوال کی سرزمین پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، پر طعن کیا گیا، ان کی توہین کی گئی اور ان کے حق میں نازیبا کلمات کہے گئے۔ مجھے یہ سب کچھ جان کر نہایت دکھ پہنچا اور میرا دل بہت زخمی ہوا۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی میں صبر کروں گا اور صبر کا مطلب یہ ہے کہ میں گالی کا جواب گالی سے نہیں دوں گا اور میں دریدہ دہنی کا جواب دریدہ دہنی سے نہیں دوں گا بلکہ میں بُرائی کو اچھائی سے رفع کروں گا۔

---

[1] محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ شوکانی غیر مقلد، شوکان کے مقام پر ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے صنعا کے شہر میں تحصیل علم کا آغاز کیا۔ تفسیر فتح القدیر، نیل الاوطار، ارشاد الثقات، القول المفید فی ادلۃ الاجتہاد والتقلید۔ آپ کی مشہور تصانیف ہیں جن میں جگہ جگہ غیر مقلدیت کے آثار نمایاں ہیں۔ ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی

[2] نواب سید صدیق حسن خان بھوپالی مشہور غیر مقلد عالم ہیں۔ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اپنے برادر بزرگ سید احمد حسن عرشی کے علاوہ، سید احمد علی فرخ آبادی، مولوی محمد حسین شاہ جہانپوری، ملا محمد مراد کانپوری اور مولوی محب اللہ پانی پتی سے پڑھیں۔ ۲۰ سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہو کر دہلی سے قنوج چلے گئے، ۱۳۰۷ھ میں فوت ہوئے

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ [1]

(آپ فرما دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے) [2]

یعنی اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم آپ ارشاد فرما دیں کہ کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو کہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے ؟ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ہو سکتے ، کیونکہ علم والوں کی شان تو یہ ہے کہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [3]

(اللہ کے بندوں میں اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) [4]

یعنی اللہ کا خوف اور اللہ کی خشیت دل میں رکھنے والے اگر ہیں تو فقط علماء ہیں اور یاد رکھیئے وہ کیسے علماء ہیں ؟ ہم جیسے نہیں۔ استغفراللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ہم جیسے لوگوں نے تو آج علم کا نام بدنام کر دیا۔

---

[1] القرآن الکریم ، پارہ ۲۳ ، سورۃ الزمر ، آیت ۹

[2] البیان ترجمہ قرآن از علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان

[3] القرآن الکریم ، پارہ ۲۲ ، سورۃ فاطر ، آیت ۲۸

[4] البیان ترجمہ قرآن از علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان

میرے دوستو اور عزیزو! یہاں علماء سے مراد ایسے علماء ہیں جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی ذوالنورین، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حسن بصری[1]، سعید بن مسیب[2]، سعید بن جبیر[3] رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اور مجھے کہنے دیجئے کہ علماء سے مراد ہم جیسے لوگ نہیں بلکہ علماء سے مراد وہ مقدسین اور طیبین وطاہرین ہیں جنہوں نے علم کے چشمے جاری کر دیئے، ان میں سیدنا عبداللہ بن مسعود ہیں، عبداللہ بن عمر ہیں[4]، عبداللہ بن عباس ہیں[5] اور ان کے شاگرد سعید بن جبیر ہیں، علقمہ بن قیس اور ان کے شاگرد حضرت ابراہیم نخعی ہیں اور ابراہیم نخعی کے شاگرد سیدنا حماد ہیں اور حضرت حماد کے شاگرد امام ابوحنیفہ ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

۱۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ولادت بعہد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۱ھ میں ہوئی۔ آپ تابعی ہیں ایک سو میں صحابہ کی زیارت کی۔ آپ نہایت متقی تھے اور آپ پر خشیت الٰہی کا غلبہ تھا۔ ۱۱۱ھ میں وصال ہوا۔

۲۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، بڑے جلیل القدر تابعی تھے اور ان نفوس قدسیہ میں تھے جو اپنے علم وعمل کے اعتبار سے ساری دنیائے اسلام کے امام مانے جاتے تھے۔ ولید کے عہد میں ۹۴ھ میں وصال ہوا۔

۳۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، کا شمار ان تابعین میں ہے جو علم وعمل کے مجمع البحرین تھے آپ تابعین کے ائمہ کبار میں سے تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، عبادت اور زہد و ورع میں کمال حاصل تھا شعبان ۹۴ھ میں حجاج کے حکم سے قتل کئے گئے، زمین پر گرنے کے بعد زبان پر آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد گرامی کے ساتھ مکہ میں بچپن میں ہی ایمان لے آئے تھے۔ غزوہ خندق اور دوسرے غزوات (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اے عبداللہ بن مسعود کروڑوں سلام ہوں آپ پر، آپ نے جو علم حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو دیا اس کا تصور بھی ہمارے ذہن میں نہیں آسکتا اور یہ علم وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن مسعود[10] رضی اللہ عنہ نے مشکوٰۃِ نبوت سے حاصل کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی سینہ مبارک سے جو علم حضرت ابن مسعود نے حاصل کیا، اس علم سے آپ نے حضرت علقمہ[11] کا سینہ روشن کر دیا۔ اور اے علقمہ! آپ پر کروڑوں سلام ہوں کہ آپ نے اس علم سے ابراہیم نخعی[12] کے سینے کو منور کر دیا اور اے ابراہیم نخعی کروڑوں سلام ہوں آپ پر کہ آپ نے حضرت حماد[13] کے سینے کو علم کا خزینہ بنا دیا اور اے حماد کروڑوں سلام ہوں آپ پر کہ آپ نے حضرت امام ابو حنیفہ کو اپنی مسند علم پر بٹھا دیا۔ میرے دوستو یہ ہیں وہ اہل علم جن کے لئے قرآن نے کہا

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ۝

(حاشیہ گزشتہ صفحہ) میں شریک ہوئے۔ بڑے عالم، زاہد متقی اور پرہیزگار تھے۔ ۲۰ھ میں وصال ہوا۔

۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ واقعہ شعب ابی طالب کے دنوں میں پیدا ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کبار صحابہ کرام کی صحبت اختیار کی اور ان کے چشمۂ علم سے فیض یاب ہوئے۔ ۶۸ھ میں بعمر ستر سال طائف میں وصال فرمایا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت پہلے اسلام لے آئے تھے آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں چھٹا مسلمان تھا۔ آپ جلیل القدر بدری صحابہ میں شامل ہیں۔ آپ کافی عرصہ کوفہ میں سکونت پذیر رہے۔ آخری عمر میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے ۳۱ھ میں وصال فرمایا۔

۱۱ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ فضل و کمال اور زہد و ورع کے لحاظ سے ممتاز تابعین میں سے تھے۔ فقہ میں امامت و اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے ۶۲ھ میں کوفہ میں وصال ہوا۔

۱۲ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے۔ آپ کو حدیث (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اے امام ابوحنیفہ کو ضعیف السند[1] کہنے والو! میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج تمہیں کتنا ہی فخر کیوں نہ ہو اپنی محدثیت پر لیکن تم امام ابوحنیفہ کے دربانوں کی گردِ راہ کو بھی نہیں پا سکتے، کیونکہ ابوحنیفہ تو ایسے قوی السند تھے کہ دنیا تو سند حدیث میں ضبط کتاب پر اعتماد کرتی ہے لیکن امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک ضبط حافظہ سے کوئی حدیث روایت نہ کرے ہم اعتبار نہ کریں گے۔[2]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) و فقہ میں بڑا کمال حاصل تھا۔ ۹۶ھ میں وصال ہوا۔

[2] حضرت امام حماد رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے حدیث سُنی تھی اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت سے فیض یافتہ ہوئے۔ آپ کوفہ میں استاد وقت تھے۔ ۱۲۰ھ میں وصال فرمایا۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [1] جیسا کہ آج کل کے غیر مقلدین امام نسائی رضی اللہ عنہ اور امام بخاری رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل اقوال بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہیں تھے (کتاب الضعفاء امام نسائی) اور امام بخاری کا قول کہ نعمان بن ثابت کوفی، روایت کی ان سے عباد بن عوام اور ابن مبارک اور ہشیم اور وکیع اور مسلم بن خالد اور ابو معاویہ اور مقری نے اور وہ مرجیہ تھے۔

ان عبارات کا جواب عمدۃ المحققین ابن ہمام رضی اللہ عنہ، اور زبدۃ المحدثین علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور صاحب دراسات اللبیب وغیرہم نے اپنی اپنی جگہ پر شرح و بسط سے لکھ دیا ہے تاہم مختصر جواب یہ ہے کہ امام نسائی کی جرح تو مبہم غیر مفسر ہے اس لئے وہ مقبول نہیں باقی رہا امام بخاری کا قول کہ وہ مرجیہ تھے، بالکل ساقط الاعتبار ہے کیونکہ حنیفہ کا عقیدہ مرجیہ کے بالکل برخلاف ہے بلکہ وہ فرقہ مرجیہ کو ناری جان کر مرجیہ کے پیچھے نماز تک ناجائز سمجھتے ہیں، پس اگر امام ابوحنیفہ یا ان کے اصحاب کا ذرا بھی ارجاء کی طرف میلان ہوتا تو حنفیوں کا عقیدہ مرجیہ کے کبھی ایسا برخلاف نہ ہوتا۔

(حدائق حنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی مطبوعہ لاہور ۱۹۰۰ء، حدص ۱۲۵)

[2] امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی رضی اللہ عنہ (المتوفی ۳۲۱ھ) نے اپنی سند کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اے تم نے انہیں اہل الرائے کہہ کر ان پر طعن کیا، مگر میں تو رائے کو برا نہیں سمجھتا۔ میں تو اس رائے کو برا سمجھتا ہوں جو اللہ کے فرمان کے مقابل ہو، ایسی رائے یقیناً مذموم ہے کیونکہ وہ سیدھا دوزخ کا راستہ ہے لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کی وہ رائے نہ تھی، بلکہ امام ابو حنیفہ کی رائے وہ تھی جو جنت کا راستہ دکھاتی، توحید کی راہیں روشن کرتی اور بارگاہ رسالت کی طرف رہنمائی کرتی تھی جو امام ابو حنیفہ پر اس لیے طعن کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی رائے سے کیوں کہا، تو میں اُسے کہتا ہوں کہ مجتہد کو اپنی رائے سے کہنے کا حق ہے۔ اگر امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کی بنا پر تم انہیں اہل الرائے کہتے ہو اور اس اجتہاد پر انہیں مطعون کرتے ہو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ساتھ امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی شخص کو لائق نہیں ہے کہ کسی حدیث کی روایت کرے مگر اس وقت کہ جب وہ اس کو روز سماعت سے لے کر روایت کے دن تک بعینہٖ یاد رکھے۔ (حدائق الحنفیہ، ص ۶۱) امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبول حدیث کی اہم شرائط یہ ہیں۔

۱۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کسی راوی کو اس کی بیان کردہ روایت کے سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک مکمل طور پہ یاد نہ ہو، اس حدیث کو قبول نہ کیا جانا چاہیئے۔

۲۔ آپ کا دوسرا اصول یہ تھا اس حدیث کو اس صحابی (رضی اللہ عنہ) سے متقی لوگوں کی ایک جماعت تسلسل کے ساتھ نقل کرتی آئی ہو۔ (سید نصیر الدین نصیر گیلانی: امام ابو حنیفہ اور ان کا طرز استدلال مطبوعہ گولڑہ شریف اسلام آباد، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء ص ۱۷۔ بحوالہ الجواہر المضیۃ، ذکر امام ابی حنیفہ المیزان الکبریٰ، للذہبی جلد ۱ ص ۶۲)

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد کے لیے دس شرائط لکھی ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ کا اتنا علم ضروری ہے جس کی احکام شریعت جاننے کے لیے بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید کے علوم کی تفصیل و مہارت ضروری نہیں ہے البتہ ایسی تمام آیات کا علم ضروری ہے جن کا تعلق احکام شریعت سے ہے۔ یہ تقریباً پانچ سو آیات ہیں، یہ آیات مجتہد کو اس طرح از بر بلکہ نوک زبان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تو پھر تمہارا یہ طعن تو نعوذ باللہ بارگاہ رسالت تک پہنچے گا، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اجتہاد فرمایا تھا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کی ضرورت نہ تھی۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہونی چاہئیں کہ اسے جب بھی کسی شرعی حکم معلوم کرنے کی حاجت پڑے وہ بے تکلف اپنا مقصود حاصل کرلے۔

۲۔ اسی طرح احکام سے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا بھی مکمل علم رکھتا ہو۔

۳۔ قرآن مجید اور احادیث کے ناسخ و منسوخ کا پوری طرح عالم ہو تاکہ اجتہاد میں کوئی بڑی غلطی نہ کر بیٹھے۔

۴۔ جرح و تعدیل اور راوی کے اسباب سے باخبر ہو تاکہ احادیث صحیحہ اور غیر صحیحہ میں تمیز کر سکے۔

۵۔ امت کے متفق [illegible] ہو اگر اسے ان مسائل کی واقفیت نہ ہوگی تو اجماع امت کے خلاف فتویٰ دیدے گا

۶۔ دلائل [illegible] ینے اور ان سے روح اسلام کے مطابق نتائج نکالنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو، خطاء عمداً میں امتیاز کر سکتا ہو [illegible] متعلقات کہاں کہاں اور کتنے ہیں، یہ اچھی طرح جانتا ہو تاکہ ان جگہوں سے احتیاط کرے۔

۷۔ اصول دین کا عالم ہو مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور اس کی وحدانیت کا علم ذات باری کا عیوب و نقائص سے منزہ ہونا اور اس کے حق عالم اور قادر ہونے کا علم۔

۸۔ ۹ لغت، اور علم نحو میں اتنی دستگاہ ضرور ہو کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا سمجھ سکے۔

۱۰۔ اصول فقہ جانتا ہو امر و نہی، عموم و خصوص، استثناء و تخصیص، تاویلات و ترجیحات اور قیاس کے احکام سے پوری طرح واقفیت رکھتا ہو۔ (جامع العلوم از علامہ فخر الدین رازی۔ اردو ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۴۳۔ نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی عقد الجید میں مجتہد کے یہی اوصاف لکھے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید، مطبوعہ ترکی ۱۳۹۶ھ ص ۳۰

(حاشیہ صفحہ ہذا) بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیونکہ آپ تو وہ مقدس ہستی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی آتی تھی۔ بات یہ ہے کہ بارگاہ نبوت کی اداؤں کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا چنانچہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد نہ فرماتے تو اجتہاد کے جواز کے لئے دلیل کہاں سے آتی؟ معلوم ہوا مجتہدین کے اجتہاد کے لئے دلیل فراہم کرنے کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود اجتہاد فرمایا بلکہ صحابہ کرام کو بھی اجتہاد کے مواقع فراہم کئے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے کہ انہوں نے کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس عرض کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ مرگئی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ان پر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا، کہا ہاں، فرمایا پس ادا کریں خدا کا کہ وہ زیادہ ادا کا مستحق ہے۔ انتہیٰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض ادا کیا جائے تو اللہ کا ادائے قرض بدرجۂ اولیٰ چاہیے۔

(فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۵ء / ص ۲۸)

بخاری شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو بنو قریظہ کی جانب بھیجا اور ارشاد فرمایا:

لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ

یعنی تم میں سے کوئی بھی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ جا کر۔ [۱]

اور مسلم شریف میں یہ حدیث یوں ہے کہ

تم میں سے کوئی ظہر کی نماز بنو قریظہ کے پاس پہنچے بغیر نہ پڑھے [۲]

اب دیکھئے کہ ظہر عصر کا مغائر ہے کہ نہیں ہے؟ اگر کوئی عصر کی نیت کر کے ظہر کی نماز پڑھ لے تو کیا اس کی نماز ہو گی؟ ہرگز نہیں ہو گی کیونکہ عصر اور ہے اور ظہر اور ہے۔ اب بنو قریظہ کی جانب جس جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بخاری میں ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ جا کر، اور مسلم میں ہیں کہ تم میں سے کوئی ظہر کی نماز بنو قریظہ کے پاس پہنچے بغیر نہ پڑھے۔ معلوم ہوا کہ دونوں حدیثوں میں تغائر ہے اور حدیثوں میں یہ اختلاف ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

اب امام ابو حنیفہ پر الزام لگانے والوں سے میں پوچھتا ہوں کہ بتاؤ جو جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کی جانب بھیجی اس جماعت کو آپ نے ظہر کی نماز کے بارے میں فرمایا یا عصر کی نماز کے متعلق؟ بتاؤ ان مختلف احادیث میں تطبیق کیسے کرو گے؟ کیا رائے کے بغیر کام چلے گا؟ ہرگز نہیں، رائے کے بغیر یقیناً کام نہیں چلے گا،

---

[۱] بخاری شریف (عربی) مطبوعہ کراچی جلد ۱، ص ۱۲۹ - جلد ۲، ص ۵۹۱

[۲] مسلم شریف (عربی) مطبوعہ کراچی جلد ۲، ص ۹۶

کیونکہ تم رائے کے بغیر دونوں حدیثوں میں تطبیق نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ محدثین کے حوالے سے یہ کہو گے کہ دونوں حدیثیں تعددِ واقعہ پر محمول ہیں یعنی ایک جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے بھیجا اور فرمایا تم میں سے کوئی بھی ظہر کی نماز بنو قریظہ کے پاس پہنچے بغیر نہ پڑھے اور دوسری جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر سے پہلے روانہ کیا اور فرمایا! تم میں سے کوئی بھی عصر کی نماز بنو قریظہ کے پاس پہنچے بغیر نہ پڑھے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تعددِ واقعہ پر کوئی دلیل لاؤ اور کوئی ایسی حدیث بھی پیش کرو، جس سے ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ظہر سے پہلے بھیجا اور دوسری جماعت کو ظہر کے بعد بھیجا ہو لیکن دس ہزار مرتبہ بھی تم مر کر زندہ ہو جاؤ تو تعددِ واقعہ پر تم حدیث نہیں لا سکتے۔ معلوم ہوا کہ محدثین نے یہ توجیہہ اپنی رائے سے کی ہے اور رائے کو ہم مانتے ہیں تم نہیں مانتے اگر تم پاؤں چھپاتے ہو تو سر کھلتا ہے اور سر چھپاتے ہو تو پاؤں کھلتے ہیں۔

اب ہوا یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو بھیجا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز بنو قریظہ پہنچے بغیر نہ پڑھے، لیکن بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے ہی وقت اتنا تھوڑا رہ گیا کہ اگر بنو قریظہ پہنچتے ہیں تو عصر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے۔ اب مسئلہ پیدا ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو حکم یہ ہے کہ لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظہ یعنی تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز بنو قریظہ پہنچے بغیر نہ پڑھے، لیکن اس صورت میں تو نماز قضاء ہو جاتی ہے اور اگر نماز پہلے ادا کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی ہوتی ہے

اب اس اختلاف کی صورت میں بعض صحابہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا [1]

(بے شک نماز ایمان والوں پر وقت مقرر کیا ہوا فریضہ ہے) [2]

نماز فرض مؤقت ہے لہذا وقت سے مؤخر نہیں کیا جائے گا اور ہم ابھی نماز عصر ادا کریں گے تاکہ نماز وقت پر ادا ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ تم اتنی جلدی چلنا کہ نماز عصر بنو قریظہ جا کر ادا کرو۔ اب اتنی جلدی نہیں چلے تو یہ ہماری غلطی ہے، چنانچہ ہم نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس لئے ایک جماعت نے بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عصر ادا کی۔ مگر کچھ صحابہ نے کہا کہ قضاء اور ادا تو ہم جانتے نہیں ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کریں گے کہ نماز عصر بنو قریظہ پہنچے بغیر نہیں پڑھیں گے۔ اب صحابہ کی دونوں جماعتوں میں اختلاف ہو گیا۔ کیوں کہ دونوں نے اپنے اجتہاد سے کام لیا اور جب یہ دونوں جماعتیں یعنی اپنی رائے سے کام لینے والی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچیں تو حدیث میں آتا ہے کہ فلم یعنف واحدًا منھم [3]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی جماعت سے اظہار ناراضگی نہیں فرمایا۔

مجھ سے درس حدیث میں کسی طالب علم نے سوال کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کسی جماعت کے لئے نہیں فرمایا لیکن یہ بتلایئے کہ آپ نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ فلاں جماعت صواب پر تھی اور فلاں خطا پر۔

---

[1] القرآن الحکیم، پ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۰۳

[2] البیان ترجمۂ قرآن، علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان۔

[3] بخاری شریف عربی جلد ۱، ص ۱۲۹

میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری اُمت میں قیامت تک اجتہاد کا سلسلہ جاری رہے گا اور لوگ قیامت تک مجتہدین کے اجتہاد پر عمل کرتے رہیں گے اور ان کے اس اجتہاد کی خطا ظاہر نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ نے پردہ پوشی فرمائی تاکہ دونوں جماعتوں کو ان کا ثواب ملتا رہے۔ اب اللہ بھی اجتہاد کرنے پر ان سے ناراض نہیں اور نہ رسول ان سے ناراض ہیں۔ اگر کوئی ناراض ہوتا پھرے تو ہوا کرے۔

حدیث پڑھنے والوں سے پوچھو! سندِ حدیث اور خصوصاً حدیث کے بارے میں امام بخاری اور امام مسلم کی آراء میں اختلاف ہے۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ راوی کا مروی عنہ کا معاصر ہونا کافی ہے ہم اس کی حدیث کو قبول کریں گے، خواہ راوی کا مروی عنہ سے لقاء (ملاقات) ثابت ہو یا نہ ہو۔ اور امام بخاری کہتے ہیں کہ اگر راوی عنہ کا ہم عصر ہے تو ہم ہرگز اس کی حدیث کو قبول نہیں کریں گے اور اس کو انقطاع پر محمول کریں گے جب تک کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو۔ [1] اب بتاؤ کہ امام مسلم کی رائے اور ہے اور امام بخاری کی رائے اور ہے لیکن اس کا علم حدیث نہ ان کے پاس ہے نہ اُن کے پاس، تو یہ دونوں اصحاب الرائے ہوئے کہ نہیں؟۔

---

[1] الحدیث والمحدثون از استاذ محمد ابوزہرہ مصری، ص ۵۲۳

مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۳۶۵ھ۔ ص ۶۷

مقدمہ ابن الصلاح (عربی) از ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری (المتوفی ۶۴۲ھ) مطبوعہ مکتبہ فاروقی ملتان۔ ص ۳۱۔

نزھۃ النظر فی نخبۃ الفکر از حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ ملتان۔ ص ۱۱۹۔

اسی طرح اصول حدیث کے علماء سے پوچھو کیا حدیثِ مجرد (ایسی حدیث جس کے سلسلہ رواۃ کو ذکر نہ کیا گیا ہو) کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے؟ حدیث مجرد ضعیف ہے کہ نہیں؟ اور میں خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ بخاری میں کتنی حدیثیں مجرد ہیں لیکن چونکہ امام بخاری کی رائے یہ ہے کہ یہ صحیح ہیں اس لئے تم نے ان کی صحت پر صاد کر دیا۔ امام بخاری کی رائے تمہارے نزدیک صحیح ہے لیکن امام ابوحنیفہ کی رائے تمہارے نزدیک قابل قبول نہیں۔ یہ ہے سوچ کا عالم

پھر میں کہتا ہوں کہ ابی اسحٰق سے زہیر کی روایت کو امام بخاری نے صحیح مان کر اپنی جامع میں شامل فرمایا اور امام ترمذی نے اسے قبول نہیں کیا[1] اور فرمایا کہ زہیر کا ابی اسحٰق سے سماع بوجہ علت خفیہ آخری عمر میں ہے، اس کے برعکس ابی اسحٰق سے اسرائیل کی روایت کو قبول فرماتے ہیں۔ دونوں کی رائیں مختلف ہو گئیں۔

میں حیران ہوں کہ امام ابوحنیفہ کی وہ حدیثیں جو متصل الاسانید ہیں اگر تمہارے سامنے پیش کی جائیں تو تم اس پر ضعف کا الزام لگا کر رد کر دیتے ہو اور اگر امام ترمذی منقطع اور مراسیل سے استدلال کریں تو تم خاموش بیٹھے رہتے ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

سن لو! میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ امام بخاری کی بہت سی آراء امام مسلم کے خلاف ہیں اور امام مسلم کی بہت سی آراء امام بخاری کے خلاف ہیں۔ مقدمہ ابن صلاح[2] اٹھا کر دیکھو وہاں ان کی عبارت میں کتنی شدت پائی جاتی ہے۔

---

[1] ترمذی شریف باب الاستنجاء بالحجر۔ ص ۴

[2] مقدمہ ابن الصلاح، (عربی) مطبوعہ ملتان، ص ۹ تا ۱۵

امام بخاری کے متعلق، لیکن میں امام بخاری اور امام مسلم دونوں کا احترام کرتا ہوں کیوں کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث ہیں، اور ان کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ اے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عظمتوں کے سامنے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور اے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بارگاہ میں بھی ہماری عقیدتیں سرنگوں ہیں۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ تمام محدثین سرنگوں ہیں بارگاہِ امام ابو حنیفہ میں رضی اللہ عنہ۔

کیوں کہ امام بخاری اور امام مسلم کو اگر تم مجتہد بھی قرار دو گے تو سوائے علم حدیث کے ان کا اجتہاد کسی اور مقام پر نہیں سجے گا۔ اور اے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ! آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں کہ آپ نے اجتہاد فرما کر ہدایت کی راہوں کو روشن کر دیا، کیوں کہ آپ تو تفسیر میں بھی مجتہد ہیں، آپ تو کلام میں مجتہد ہیں، آپ تمام علوم دینیہ میں مجتہد ہیں، علی الاطلاق مجتہد ہیں۔ اب بتاؤ جو ایک علم میں مجتہد ہو اس کی رائے کو تو مجتہد کی رائے کہہ کر تسلیم کرتے ہو اور جو مجتہد مطلق ہو اس کے اجتہاد کو غلط کہہ کر طعن کرتے ہو۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے۔

اے امام ابو حنیفہ پر طعن کرنے والو! میں تم سے اگر خدا کے واحد ہونے کا معنیٰ پوچھ لوں تو تم نہیں بتا سکتے۔ تم کیا جانو توحید کیا ہے؟ دیکھئے! قرآن نے کہا

الٰھکم الٰہ واحد ؎۱ یعنی تمہارا خدا تو خدائے واحد ہے۔ اب آپ بتائیے اللہ کو واحد مانتے ہو یا نہیں مانتے؟ اور واحد کے معنیٰ ہیں ایک، لیکن ایک بھی تو لفظ ہے، اس کے کیا معنیٰ ہیں؟ چنانچہ لفظ واحد پر علماء نے بحث کی اور انہوں نے کہا کہ واحد کی بہت سی قسمیں ہیں، ان میں ایک ہے "واحد عددی"، ایک ہے "واحدِ جنسی" اور ایک ہے "واحد نوعی"۔

؎۱ القرآن الحکیم، پ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۲۲

۱۔ واحدِ عددی کا معنیٰ ہے الواحد نصف الاثنین یعنی دو کا آدھا ایک ہوتا ہے۔ (ہاتھ کے اشارے سے فرمایا) یہ دو ہیں ان دو کا آدھا ایک ہے۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ الٰھکم الہ واحد کا کیا معنی کرو گے؟ دو خداؤں کا آدھا؟ تو پہلے دو خدا مانو پھر اس کا آدھا مانو تو پھر ایک کہو۔ اب ہے کوئی دو خداؤں کا ماننے والا؟۔

۲۔ واحدِ جنسی کا معنیٰ ہے کہ جس کی جہتِ وحدت جنس ہو، جیسے میں کہوں الحیوان واحد یعنی حیوان ایک ہے خواہ وہ گدھا ہو یا گھوڑا، بکرا ہو کہ ہاتھی، کیوں کہ حیوانیت جنس ہے اور وہ سب میں قدر مشترک ہے، مگر جنس تو فصل کے بغیر ہوتی نہیں اور جہاں جنس ہوتی ہے وہاں فصل بھی ضرور ہوگی اب بتاؤ خدا کو کیا کہو گے؟ کیا خدا کی کوئی جنس ہے؟ اگر جنس نہیں ہے تو پھر واحد جنسی کیسے کہو گے؟ خدا تعالیٰ چونکہ جنس سے پاک ہے اس لئے خدا کو واحد جنسی بھی نہیں کہہ سکتے۔

۳۔ واحد نوعی واحد کی تیسری قسم ہے یعنی ایسا واحد کہ جس کی وحدت مستفاد ہو جہت نوع سے، جیسے الانسان واحدٌ یعنی انسان ایک ہے، خواہ کہیں کا رہنے والا ہو، مغرب کا ہو یا مشرق کا، نیک ہو یا بد کیونکہ انسان نوع ہے اور اس کی دو ذاتیات ہیں، "حیوان اور ناطق" دونوں کو ملاؤ تو انسان بنتا ہے۔ اب نوع بنتی ہے جنس اور فصل کو ملا کر، مگر جنس اور فصل جہاں ملے گی وہاں ترکیب ہوگی اور جہاں ترکیب ہوگی وہاں حدوث ہوگا۔ اب بولو خدا حادث ہے یا قدیم ہے، یقیناً خدا قدیم ہے لہذا خدا تعالیٰ واحد نوعی بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ نوع سے پاک ہے۔

اب بتاؤ! الٰھکم الٰہ واحد کے کیا معنی کرو گے۔ وہ خدا ایک ہے مگر کیسا ایک ہے؟ وہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟ جنس کے اعتبار سے ایک ہے یا وہ نوع کے اعتبار سے ایک ہے؟ ارے نہیں بتا سکتے۔

یہاں پھر تمہیں چوتھی بات کہنی پڑے گی اور وہ رائے سے کہنی پڑے گی، اور کہنے والوں نے کہا کہ الٰھکم الٰہ واحد، تمہارا الٰہ تو الٰہ واحد ہے، اس میں واحد کا لفظ حق ہے اور اس کے معنی بھی حق ہیں مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ در کا آدھا ایک ہے یا اس کی جنس ایک ہے یا اس کی نوع ایک ہے، بلکہ اس واحد سے مُراد ایسا واحد ہے جس کی جہتِ وحدت عین ذات ہو اور وہ ازلاً ابداً بتقاضائے ذات ایک ہو، جس کا ایک ہونا ازلاً ابداً اور وجوباً ہو اور وہ کسی مرجح کی ترجیح کا محتاج نہ ہو۔

اب بتاؤ! واحد کا یہ معنی تم کہاں سے لاؤ گے؟ کوئی قرآن کی آیت پڑھو کہ واحد کے یہ معنی ہوں یا کوئی حدیث لاؤ جس میں واحد کے یہ معنی درج ہوں۔ اللہ اکبر! پتہ چلا کہ تم تو توحید کے مسئلہ میں بھی رائے کے بغیر زبان نہیں کھول سکتے۔

ارے تم امام ابوحنیفہ کو اہل الرائے کہتے ہو، میں کہتا ہوں کہ یہ رائے تو اجتہاد ہے اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے اجتہاد فرمایا، اور اسی لئے فرمایا کہ اجتہاد کے جواز پر دلیل قائم ہو جائے اور پتہ چل جائے کہ مجتہد کا اجتہاد عین دین ہے، کیونکہ یہ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا اس کے لئے اصل ہے، اور اسی لئے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اجتہاد کا مرتع فراہم کیا۔ اگر اجتہاد نہ ہو تو دین چل نہیں سکتا کیوں کہ ہزاروں مسائل ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ قرآن

و حدیث میں بالوضاحت ان کا ذکر نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے بغیر چشمے کے ایک واقعہ دیکھا، دوسرے نے چشمہ لگا کر اور تیسرے شخص نے دوربین لگا کر اسی واقعہ کو دیکھا۔ اب بتاؤ چشمہ کے بغیر دیکھنا، چشمہ لگا کر دیکھنا اور دوربین کی مدد سے دیکھنا تینوں کا حکم ایک ہے یا کوئی فرق ہے؟ کسی نے کسی چیز کو بالمشافہ دیکھا، کسی نے اسے عکس کی صورت میں دیکھا، کسی نے پانی میں عکس دیکھا اور کسی نے آئینہ میں عکس دیکھا، ایک نے بالواسطہ دیکھا اور دوسرے نے بلاواسطہ دیکھا۔ اب دیکھنا ان تمام میں مشترک ہے لیکن بتایئے ان سب کا حکم ایک ہے یا الگ الگ؟ اگر کہتے ہو کہ ان سب کا حکم ایک ہے تو میں کہوں گا تم رائے سے کہتے ہو اس کے لئے قرآن و حدیث سے کوئی دلیل لاؤ۔ اسی طرح ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پیدا ہو گیا کہ نماز ہو گی یا نہیں؟ اگر تم کہتے ہو ہو گی تب بھی دلیل لاؤ اور اگر کہتے ہو نہیں ہو گی تب بھی دلیل دینا ہو گا۔ لیکن سُن لو تم جو کچھ بھی کہو گے اپنی رائے سے کہو گے اور دس ہزار بار تم پر قیامت قائم ہو جائے تم اجتہاد کے بغیر دلیل نہیں لا سکتے اور اگر لاؤ گے تو امام ابوحنیفہ کے محتاج ہو کر رائے سے دلیل لاؤ گے۔

میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، پر طعن کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ تم ہر جگہ یہ کہتے پھرتے ہو کہ فلاں کام رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تم کیوں کرتے ہو؟ یہ بدعت ہے۔ اسی طرح جس کام کے لئے قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تم کہتے ہو بدعت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ احادیث نقل کرنے سے پہلے محدثین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسے کس خانہ میں رکھو گے؟ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں کوئی حدیث درج نہیں کی مگر پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ فتح الباری میں نقل کرتے ہیں۔

قال البخاری ما کتبت فی کتاب الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذلک وصلیت رکعتین ۔[1]

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس فعل پر کوئی دلیل لاؤ، کوئی حدیث پیش کرو جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب میری کوئی حدیث نقل کرو تو دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔ اب بتاؤ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ کہیں قرآن میں آیا ہے؟ یا کسی حدیث میں آیا ہے؟ معلوم ہوا کہ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے سے اختیار کیا، اور جس کام کے لئے قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تم کہتے ہو کہ بدعت ہے۔ اب بتاؤ کہ امام بخاری کا یہ عمل تم کس خانہ میں رکھوگے؟

لوگوں نے کہا کہ امام حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ اللہ اکبر میں پوچھتا ہوں کیا امام ذہبی کی یہی ایک تصنیف ہے؟۔ ارے تذکرۃ الحفاظ کا مصنف بھی تو ذہبی ہے، اس تذکرۃ الحفاظ میں ذرا امام صاحب کا تذکرہ تو دیکھو[2]، خدا کی قسم ایمان تازہ کردینے والا تذکرہ ہے اور پھر اسی تذکرہ میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہاں تو میں ابوحنیفہ کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھ سکا میں نے امام ابوحنیفہ کے مناقب میں ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے[3]۔

---

[1] مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی، ص ۵

[2] امام حافظ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی تذکرۃ الحفاظ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور جلد ۱ ص ۱۴۸

[3] امام حافظ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ مناقب الامام ابی حنیفہ عربی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

حیرت ہے کہ پھر بھی یہ امام ذہبی پر تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ اسی طرح امام نسائی کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ ضعیف السند ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جس امام کا دعوٰی یہ ہو کہ ضبط صدر کے بغیر ہم کسی کی روایت قبول نہیں کریں گے، اس پر یہ الزام کہ وہ ضعیف السند تھے کس قدر افسوس ناک ہے۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ جو اہل حدیث نہ ہو وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ آج تک مسلک کے اعتبار سے کسی کو اہل حدیث نہیں کہا گیا، اگر اہل حدیث کہا گیا ہے تو محض فن کے اعتبار سے کہا گیا ہے، جیسے علم اصول والوں کو اہل علم اصول کہا گیا، لکھنے والوں کو اہل قلم کہا گیا، منطق کا علم رکھنے والوں کو اہل منطق کہا گیا، اسی طرح فقط محدثین یعنی حدیث کا علم رکھنے والوں کو اہل حدیث کہا گیا، لیکن خدا کی قسم مسلک کے اعتبار سے آج تک کوئی اہل حدیث نہیں ہوا۔ جن کے بارے میں بھی اہل حدیث کہا گیا ہے وہ محض فن کے اعتبار سے اہل حدیث کہا گیا کیونکہ اگر حدیث مسلک کی بنیاد ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی نہ فرماتے بلکہ علیکم بحدیثی فرماتے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تو پتہ چلا کہ مسلک کی بنیاد حدیث نہیں ہو سکتی بلکہ مسلک کی بنیاد سنت ہے۔

اور میں عرض کر دوں کہ حدیث پر تم عمل نہیں کر سکتے کیونکہ حدیث مطلقاً قابل عمل نہیں ہے بلکہ سنت قابل عمل ہے۔ دیکھئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ حدیث ہے، جو کیا وہ حدیث ہے، اور جو آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اسے برقرار رکھا وہ حدیث ہے۔ لیکن آپ حدیث کو اپنے عمل کی بنیاد قرار نہیں دے سکتے کیوں کہ حدیثوں میں تو اختلاف ہے، حدیثوں میں تعارض بھی ہے جیسا کہ میں نے پہلے مثال دی، حدیثوں میں ناسخ و منسوخ بھی ہیں۔

اس لئے حدیث قابل عمل نہیں ہے بلکہ اگر عمل کرنا ہے تو سنت پر کریں گے کیونکہ سنت قابل عمل ہے اگر کوئی عمل بالحدیث کا مدعی ہے تو میں بخاری شریف کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں کوئی آئے اور اس پر عمل کر کے دکھائے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ آپ اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اب بتایئے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی کو گود میں لیے نماز پڑھتے تھے۔ تو اب ذرا اس حدیث پر عمل کر کے دکھاؤ اور اپنی نواسیوں کو گود میں لے کر نماز پڑھا کرو، اور اگر اپنی نہ ہو تو کسی کی اٹھا لاؤ کیونکہ نواسی کے بغیر تو حدیث پر عمل نہیں ہوگا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن معاشرت کے طور پر جو طور طریقے اپنائے کیا تم وہ طور طریقے اختیار کر سکتے ہو؟ یقیناً نہیں کر سکتے، تو معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا بلکہ سنت پر عمل ہو سکتا ہے اور سنت وہ ہے جسے میرے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلوک فی الدین قرار دیا ہو یعنی دین پر چلنے کا راستہ بنا دیا ہو۔

---

[1] بخاری شریف (عربی) مطبوعہ کراچی، جلد ۱، ص ۷۴

اسی لئے آپ نے علیکم بحدیثی نہیں فرمایا بلکہ علیکم بسنتی [1] فرمایا، لہٰذا ہم اہل حدیث نہیں ہیں بلکہ ہم اہل سنت ہیں، اور میں بتا دوں کہ دنیا میں دو ثلث (تہائی) حنفی ہیں اور یہی سواد اعظم ہیں۔ [2]

اب سچ بتاؤ حضور تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اکثریت جس جانب ہوگی وہ حق ہوگا یا معمولی سی اقلیت حق پر ہوگی؟ اور اے آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی عظمتوں پر قربان جاؤں کہ آپ نے دین کو اتنا کامل اور روشن کر کے ہمارے سامنے رکھا اور فرمایا:

ترکتکم علی الواضحة لیلها کنهارها [3]

یعنی تمہیں ایسی راہ پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کا دن رات واضح ہے، تم آنکھیں بند کئے چلے آؤ مگر راہ نہ چھوٹے۔

---

[1] ابو داؤد شریف، جلد ۲ ص ۲۸۷، (عربی) مطبوعہ کراچی
ترمذی شریف (عربی) مطبوعہ کراچی، جلد ۲، ص ۱۶۲
مشکوٰۃ شریف (عربی) مطبوعہ کراچی، ص ۲۹

[2] امیر شکیب ارسلان نے اپنی کتاب حسن المساعی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت امام ابو حنیفہ کی پیرو ہے یعنی سارے ترک اور بلقان، روس کے مسلمان، افغانستان کے مسلمان ہندوستان کے، چین کے، عرب کے اکثر مسلمان جو شام اور عراق میں رہتے ہیں فقہ حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مختصر (لیڈن، جرمنی) ۱۹۱۱ء کے مطابق دنیا بھر میں زیدیہ مکتب فکر کی تعداد تیس لاکھ ہے، اثنا عشریہ تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں اور اہل سنت میں امام احمد بن حنبل کے مقلدین تقریباً تیس لاکھ، امام مالک کے مقلدین تقریباً چار کروڑ، امام شافعی کے مقلدین تقریباً دو کروڑ اور امام ابو حنیفہ کے مقلدین تقریباً چھتیس کروڑ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انتہائی تھکان اور کمزوری کے باعث میری طبیعت انتہائی ناساز ہے اس لئے انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ میں دلائل کا اتنا انبار لگا دیتا کہ آپ سُن نہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ راہ نہ چھوٹے جس پر تیرے نیک بندے گامزن ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین ○

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) سے زائد پائے گئے، گویا عالم اسلام کا سواد اعظم امام ابوحنیفہ کی تحقیقات پر اعتماد اور پیروی کرتا ہے۔ (عبدالقیوم حقانی۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات۔ مطبوعہ اکوڑہ خٹک پشاور ۱۹۸۸ء ص ۴۵)

۳۔ امام محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی المغربی۔ جمع الفوائد، جلد ۱، ص ۲۸

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ پاکستان، ص ۲

ہم وہ اسلام چاہتے ہیں جسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا اور جس کی نشرواشاعت اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

—— جانباز اکیڈمی کشمیر

اپیل

۱۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اولیت دیجئے۔ اسیطرح حرام اور مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۲۔ قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

۳۔ تحریری، تقریری، نعتیہ مقابلوں میں اور دیگر مواقع پر انعامات میں علماء اہل سنت کی تصانیف تحفتہً دیجئے۔

۴۔ ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہل سنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ یہ تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے۔

۵۔ ہر شہر میں اسلامی لٹریچر فراہم کرنے کیلئے کتب خانہ قائم کیجئے۔ یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔

۶۔ اپنے بچوں کا شاندار مستقبل بنانے کیلئے اہلسنت کے مدارس میں داخلہ دیجئے۔

۷۔ المصطفٰے بلڈ بینک اینڈ میڈیکل ایڈ کو اپنے بھرپور تعاون سے نوازیں تاکہ ستم رسیدہ مخلوق کی خدمت ہو سکے۔

۸۔ غریبوں، محتاجوں اور بے سہارا لوگوں کی معاونت کیلئے حیات النبی ٹرسٹ کو بھرپور تعاون دیجئے

۹۔ انجمن طلباء اسلام (ATI) کی ہر ممکن امداد اور سرپرستی کیجئے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کیلئے "دعوتِ اسلامی" کی تحریک میں شمولیت کیجئے۔

۱۱۔ جانباز اکیڈمی کی معاونت کیجئے اور مذہبی لٹریچر کی اشاعت میں تعاون کیجئے۔